دروس

شرح جامی

افادات:

حضرت مولانا الحاج محمد زہیر روحانی بازی

مرتّب: اِنعام الحسن امروہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ سبق میں ہم جملہ فعلیہ کی ترکیب کر رہے تھے۔ آپ نے پڑھا کہ ہر فعل کے لیے فاعل یا نائب فاعل ضرور چاہیے۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ فعل تو آ جائے اور آگے فاعل یا نائب فاعل نہ آئے۔ فعل جب بھی آئے آپ نے اس کے لیے فاعل یا نائب فاعل تلاش کرنا ہے۔ فعل معروف جو ہے وہ فاعل کا تقاضا کرتا ہے اور فعل مجہول نائب فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔

اور فاعل یا نائب فاعل ضمیر بھی آسکتی ہے اور اسم ظاہر بھی، لیکن آئے گا ایک ہی۔ اگر اسم ظاہر فاعل یا نائب فاعل آ گیا تو ضمیر نہیں آسکتی اور اگر ضمیر آ گئی تو اسم ظاہر جو ہے وہ فاعل یا نائب فاعل نہیں بن سکتا۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہو، فعل جب بھی آتا ہے وہ تقاضا کرتا ہے کہ کسی ایک اسم کو رفع دے دیں۔ فعل جب بھی کلام میں آتا ہے وہ کیا تقاضا کرتا ہے؟ کسی ایک اسم کو رفع دے دے۔ جس اسم کو وہ رفع دیتا ہے وہ اگر فعل معروف ہے تو وہ اس کا فاعل کہلاتا ہے اور اگر وہ فعل مجہول ہے تو وہ اس کا نائب فاعل کہلاتا ہے۔

تو فعل کا فاعل یا نائب فاعل ضمیر بھی آسکتی ہے اور اسم ظاہر بھی۔ اب اسم ظاہر کتنے صیغوں کے لیے فاعل آسکتا ہے، میں نے آپ کو بتلایا تھا کہ پہلا اور چوتھا صیغہ، یعنی واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب، یہ دو صیغے ہیں، ان کے لیے فاعل اسم ظاہر آسکتا ہے۔ باقی جتنے صیغے ہیں بارہ، ان میں فاعل یا نائب فاعل ہمیشہ ان کے ساتھ ضمیر جڑی ہوئی ہوگی یا ان کے اندر چھپی ہوئی ہوگی۔ یعنی ضمیر متصل ہوگی، البتہ کبھی وہ بارز ہوگی اور کبھی مستتر ہوگی۔

تو کیا کبھی ایسا ہوسکتا ہے، فعل آ جائے اور فاعل یا نائب فاعل نہ آئے؟ نہیں۔ فعل کے آنے کے بعد آپ نے ہمیشہ کس کو تلاش کرنا ہے؟ فاعل یا نائب فاعل۔ فعل معروف کے لیے فاعل، فعل مجہول کے لیے نائب فاعل بھائی، فعل مجہول کے۔ اور فاعل یا نائب فاعل ہمیشہ فعل کے بعد آئے گا۔ کبھی بھی فعل پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ ضَرَبَ زَیْدٌ، ضَرَبَ پہلے ہے اور زَیْدٌ بعد میں، لہٰذا زید کو فاعل بنا سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہی زید مقدم ہو جائے ضَرَبَ پر، اب زَیْدٌ ضَرَبَ، اس میں زید جو ہے وہ ضَرَبَ کے لیے فاعل نہیں بن سکتا۔ کیوں نہیں بن سکتا؟ کیونکہ فعل پر مقدم ہے اور فاعل یا نائب فاعل کبھی بھی فعل پر مقدم نہیں ہوتا۔

اور میں نے آپ کو پھر یہ بھی بتلایا تھا کہ یہ جو دو صیغے ہیں پہلا یا چوتھا، اگر یہ کلام کے اندر آ جائیں، توجہ ہے؟ یہ دو

صیغے ہیں پہلا اور چوتھا، اگر یہ کلام کے اندر آجائیں تو آگے دیکھو کوئی اسم ظاہر تو ان کے لیے فاعل نہیں بن رہا؟ اگر اسم ظاہر بنے تو اس کو فاعل بنا دو اور پھر ان کے اندر ضمیر نہیں نکالنی کیونکہ فاعل یا نائب فاعل ایک ہی آتا ہے، دو نہیں آتے۔ اور اگر آگے اسم ظاہر نہ ملے پھر انہی کے اندر ضمیر نکال لو۔ اور اگر ان کے علاوہ کوئی صیغہ آجائے کلام کے اندر تو پھر آگے اسم ظاہر تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ باقی بارہ صیغوں کے ساتھ ضمیر ہوتی ہے، ان کے لیے اسم ظاہر فاعل یا نائب فاعل نہیں بن سکتا۔ پھر اسی کے ساتھ ضمیر کو فاعل یا نائب فاعل بناؤ۔

اور یہ بھی میں نے آپ کو بتایا کہ فعل کے آنے کے بعد جملے میں صرف ایک مرفوع آئے گا اور وہ کیا ہے؟ فاعل یا نائب فاعل۔ باقی جتنے ہوں گے وہ منصوب ہوں گے یا مجرور۔ اور مجرور تو دو ہی ہیں: ایک جس پر حرفِ جر داخل ہو اور دوسرا مضاف الیہ۔ تو باقی پھر ان میں آپ دیکھ لیں گے مجرور کون سے ہیں اور باقی سارے کیا رہ جائیں گے؟ منصوب۔ پھر وہ منصوبات آپ نے پہچاننے ہیں کہ کون سا لفظ کس وجہ سے منصوب ہے۔ کوئی مفعول بہ بنے گا، کوئی مفعول فیہ بنے گا، کوئی مفعول معہ بنے گا، کوئی حال بنے گا، کوئی تمیز بنے گا، وہ پھر آپ نے خود غور کرنا ہے۔

اب یہاں دو تین ضابطے مزید لکھ لیں بھائی۔ دو تین ضابطے لکھ لیں۔

مبتدا کی خبر کبھی کبھار جملہ بھی آتی ہے۔ مبتدا کی خبر کبھی کبھار جملہ بھی آتی ہے۔ وہ چاہے جملہ اسمیہ ہو، چاہے جملہ فعلیہ۔ وہ چاہے جملہ اسمیہ ہو، چاہے جملہ فعلیہ۔

اور جملے کے اندر بات پوری ہوتی ہے۔ اور جملے کے اندر بات پوری ہوتی ہے۔ وہ کسی سے جڑنے کا محتاج نہیں۔

لہٰذا جب خبر پورا جملہ ہو، لہٰذا خبر جب پورا جملہ ہو، تو اس کو مبتدا سے جوڑنے کے لیے، تو اس کو مبتدا سے جوڑنے کے لیے ربط چاہیے۔ ربط چاہیے۔

ربط عموماً، ربط عموماً غائب کی ضمیر کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ ربط عموماً غائب کی ضمیر کے ذریعے دیا جاتا ہے، جسے عائد کہتے ہیں۔ عائد: عین، الف اور دندانہ ملا کر دال کے ساتھ لکھیں اور اوپر ہمزہ لکھ دیں، عائد۔ عین، الف، ہمزہ، دال، عائد۔ البتہ ہمزہ کو دال کے ساتھ ملا کر دندانے کی شکل میں لکھنا ہے اور اس دندانے کے اوپر ہمزہ ڈالنا ہے۔

اسی طرح جملہ کبھی، اسی طرح جملہ کبھی صفت بنتا ہے۔ اسی طرح جملہ کبھی صفت بنتا ہے، کبھی حال بنتا ہے، کبھی حال بنتا ہے، اور کبھی صلہ بنتا ہے۔ اور کبھی صلہ بنتا ہے۔

بہر حال جملے کو جس چیز سے بھی جوڑا جائے، بہر حال جملے کو جس چیز سے بھی جوڑا جائے، ربط ضروری ہے۔ ربط ضروری ہے۔

ضابطہ نمبر دو۔

ضابطہ نمبر دو۔ جس طرح فعل کے لیے، جس طرح فعل کے لیے فاعل یا نائب فاعل کا ہونا ضروری ہے، فاعل یا نائب فاعل کا ہونا ضروری ہے، اسی طرح صفت کے صیغے، اسی طرح صفت کے صیغے یعنی اسم فاعل، یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، اسم مفعول، صفت مشبہ، صفت مشبہ، اسم تفضیل، اسم تفضیل، اور مبالغے کے صیغے وغیرہ، اور مبالغے کے صیغے وغیرہ، ان کے لیے بھی، ان کے لیے بھی فاعل یا نائب فاعل ضرور چاہیے۔ ان کے لیے بھی فاعل یا نائب فاعل ضرور چاہیے۔ فاعل یا نائب فاعل ضرور چاہیے۔

باقیوں کے لیے فاعل، باقیوں کے لیے فاعل، اور اسم مفعول کے لیے، اور اسم مفعول کے لیے نائب فاعل چاہیے۔ اور اسم مفعول کے لیے نائب فاعل چاہیے۔

اور یہ صفت کے صیغے، اور یہ صفت کے صیغے اپنے فاعل یا نائب فاعل سے مل کر، اور یہ صفت کے صیغے اپنے فاعل یا نائب فاعل سے مل کر شبہ جملہ کہلاتے ہیں۔ ش، ب، ہ، شبہ جملہ۔ شبہ جملہ۔ شبہ جملہ کہلاتے ہیں۔

اور جیسے جملے کو جوڑنے کے لیے ربط ضروری، اور جیسے جملے کو جوڑنے کے لیے ربط ضروری، اسی طرح، اسی طرح شبہ جملہ کو جوڑنے کے لیے بھی، اسی طرح شبہ جملہ کو جوڑنے کے لیے بھی ربط ضروری ہے۔

لکھ لیا؟ چلیے، بس یہ ضروری باتیں لکھ لیں، کچھ باتیں تفصیل میں بیان کروں گا اس میں آجائیں گی۔

بھئی دیکھیے، ابھی تک آپ نے جو ترکیبیں کیں جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ کی بھائی، اس میں جو جملہ اسمیہ تھا اس کی خبر مفرد ہوتی تھی: زَیۡدٌ رَجُلٌ، ھٰذَا الۡکِتَابُ۔

اب ایسے جملہ اسمیہ کی ترکیب کریں گے جو، جس کی خبر جملہ ہوگی۔ مبتدا آئے گا، توجہ ہے؟ اور آگے پھر پورا جملہ اسمیہ دوبارہ آئے گا۔ اور جملہ اسمیہ میں کیا کیا ہوتا ہے؟ مبتدا، خبر۔ یعنی ایک دفعہ پھر مبتدا اور خبر آئیں گے اور یہ مبتدا اور خبر مل کر پورا جملہ بنیں گے اور جملہ بن کر پھر یہ خبر بنیں گے پہلے مبتدا کے لیے۔ توجہ ہے؟ پہلے کیا آئے گا؟ مبتدا۔ اور اس کے بعد پھر آگے پورا جملہ آئے گا۔ وہ جملہ اسمیہ بھی ہوسکتا ہے، جملہ فعلیہ۔ اگر جملہ اسمیہ آگے آیا تو جملہ اسمیہ میں کیا کیا ہوتے ہیں؟ مبتدا اور خبر۔ تو آگے پھر مبتدا اور خبر آئیں گے، وہ مل کر پورا جملہ بنیں گے اور جملہ بن کر وہ خبر بنیں گے پہلے مبتدا کے لیے۔

اسی طرح کبھی ایسا ہوگا مبتدا آئے گا اور آگے پھر جملہ فعلیہ آجائے گا یعنی فعل آئے گا۔ اور فعل کے لیے ہمیشہ کیا چاہیے؟ فاعل یا نائب فاعل۔ تو اس کے لیے فاعل یا نائب فاعل تلاش کریں گے، پھر وہ جملہ فعلیہ بنے گا اور جملہ فعلیہ

بن کر پہلے مبتدا کے لیے خبر بن جائے گا۔ طریقہ سمجھ میں آیا؟

تو اب ہم وہ ترکیب کریں گے جس میں پورا جملہ خبر بنے گا۔ اور میں نے آپ کو بتلایا کہ جملہ جو ہے وہ اس میں بات پوری ہوتی ہے۔ یاد رکھو جملہ مِن حیثُ الجملہ اس میں بات پوری ہوتی ہے۔ وہ کسی سے جڑنے کا محتاج نہیں۔ زَیدٌ رَجُلٌ، پورا جملہ ہے کہ نہیں؟ پورا جملہ ہے، اس میں بات پوری ہے کہ زید آدمی ہے۔ اب اس کو کسی سے جڑنے کی حاجت نہیں، اس میں بات پوری ہے، لیکن آپ اس کو اٹھا کر کسی مبتدا کے لیے خبر بنانا چاہتے ہیں تو درمیان میں ربط چاہیے بھائی۔

درمیان میں کیا چاہیے؟ ربط چاہیے، اور ربط کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت آج آپ کو میں نے بتادی کہ کوئی غائب کی ضمیر ہونی چاہیے جو اس مبتدا کی طرف لوٹے۔ تو یہ ضمیر جو ہے غائب کی، یہ ربط دے دے گی۔ بغیر ربط کے پورا جملہ خبر نہیں بنے گا۔

یاد رکھو یہ پورا جملہ کبھی خبر بنتا ہے، کبھی پورا جملہ مل کر صفت بنتا ہے، کبھی پورا جملہ مل کر حال بنتا ہے اور کبھی پورا جملہ صلہ بنتا ہے۔ کیا بنتا ہے؟ صلہ بنتا ہے۔ پھر سنو، کبھی جملہ کیا بنے گا؟ خبر۔ دہراؤ بھائی، کیا بنے گا؟ خبر۔ کبھی جملہ کیا بنے گا؟ صفت بنے گا۔ کبھی حال بنے گا، کبھی صلہ بنے گا۔ پھر دہراؤ، کبھی جملہ کیا بنے گا؟ خبر، کبھی صفت، کبھی حال اور کبھی صلہ۔

اور خبر کو کس سے جوڑتے ہیں؟ مبتدا سے۔ صفت کو کس سے جوڑتے ہیں؟ موصوف سے۔ حال کو کس سے جوڑتے ہیں؟ ذوالحال سے۔ اور صلہ کو کس سے جوڑتے ہیں؟ موصول سے۔ توجہ ہے؟ صلہ کو کس سے جوڑتے ہیں؟ موصول سے۔ تو جس سے بھی جملے کو جوڑنا ہے، ربط ضرور چاہیے۔ بغیر ربط کے وہ نہیں جڑے گا۔ اور ربط کی سب سے آسان صورت میں نے بتادی کہ کوئی غائب کی ضمیر ہونی چاہیے جو اس چیز کی طرف لوٹے جس کے ساتھ آپ اس جملے کو جوڑنا چاہتے ہیں۔ اگر جملے کو آپ خبر بنا رہے ہیں تو خبر کو کس سے جوڑتے ہیں؟ مبتدا سے۔ تو اس جملے میں ایک ضمیر چاہیے جو کس کی طرف لوٹے؟ مبتدا کی طرف۔ اگر پورا جملہ صفت بنے، صفت کو کس سے جوڑتے ہیں؟ موصوف سے۔ تو اس جملے میں ایک ضمیر چاہیے جو کس کی طرف لوٹے؟ موصوف کی طرف۔ اگر پورا جملہ حال بنے، حال کو کس سے جوڑتے ہیں؟ ذوالحال سے۔ تو اس میں ایک ضمیر چاہیے جو کس کی طرف لوٹے؟ ذوالحال کی طرف۔ اور اگر پورا جملہ صلہ بن رہا ہے، صلہ کو کس سے جوڑتے ہیں؟ موصول سے۔ تو اس کے اندر ایک ضمیر چاہیے جو اسم موصول کی طرف لوٹے۔ بات سمجھ میں آرہی ہے؟

یہ بنیادی ترکیب کے ضابطے ہیں اوران میں سے ہرایک کو بھائی بار بار دہراؤ۔جس قدر ہوسکے زبان سے بعد میں دہرایا کرو۔یہ بنیادی ضابطے آپ کو آ گئے تو پھر ساری ترکیب آسان ہوجائے گی۔

تو جملہ، جملے میں بات پوری ہوتی ہے۔جملہ من حیث الجملہ مستقل ہوتا ہے،اس کو کسی سے جڑنے کی ضرورت نہیں۔لیکن آپ جوڑنا چاہتے ہیں تو پھر کیا چاہیے؟ ربط چاہیے۔جیسے بھائی ریل گاڑی کا ایک انجن ہے اورریل گاڑی کے ڈبے ہیں۔انجن اورڈبوں میں ہمیشہ کیا چاہیے؟ ربط چاہیے، پھر ہی انجن ان ڈبوں کو لے کر چلے گا۔اگر ربط نہیں تو انجن ان کو لے کرنہیں چل سکتا۔اسی طرح آپ پورے جملے کوایک چیز سے جوڑنا چاہتے ہیں تو درمیان میں کیا چاہیے؟ ربط چاہیے، پھر ہی جڑے گا ویسے نہیں جڑے گا۔

اس کے بعد ایک اور گہری بات میں نے آپ کو بتلائی کہ جیسے فعل کے لیے ہمیشہ فاعل یا نائب فاعل ضرور چاہیے۔فعل معروف کے لیے فاعل چاہیے،فعل مجہول کے لیے نائب فاعل۔اسی طرح یہ جوصفت کے صیغے ہیں،یعنی اسم فاعل،اسم مفعول،صفت مشبہ اوراسم تفضیل ہے،اسی طرح مبالغے کے صیغے وغیرہ،ان کے لیے بھی کیا چاہیے؟ان کے لیے بھی ہمیشہ فاعل یا نائب فاعل ضرور چاہیے بھائی۔

ضَرَبَ،آپ ترکیب کرتے ہیں،کیسے کرتے ہیں؟ضَرَبَ فعل،اس کے اندر ھُوَ ضمیر فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔پہلے تو یہ سمجھ لیں۔میں نے بتایا صفت کے صیغے کون کون سے ہیں؟اسم فاعل،اسم مفعول اور صفت مشبہ،اسم تفضیل،مبالغے کے صیغے وغیرہ۔تو ایک ہے فاعل،ایک ہے اسم فاعل۔ایک ہے مفعول اورایک ہے اسم مفعول۔فرق جانتے ہو؟

ضَرَبَ زَیْدٌ، یہ زَیْدٌ ضَرَبَ کے لیے کیا ہے؟ فاعل ہے۔تو جس کو فعل یا صفت کا صیغہ رفع دے،فعل معروف،وہ کیا ہے؟ وہ فاعل ہے۔اورایک ہے اسم فاعل بھائی،وہ جو گردانوں میں آپ نے مخصوص صیغے پڑھے:ضَارِبٌ،مَانِعٌ، فَاتِحٌ،مُکْرِمٌ،مُسْتَخْرِجٌ،مُقَاتِلٌ، یہ سارے کیا ہیں؟اسم فاعل ہیں۔یہ کیا ہیں؟اسم فاعل۔اب بتایئے فاعل کسے کہتے ہیں؟ فاعل،جس کو فعل رفع دے یا صفت کا صیغہ رفع دے۔یا کیا کرے؟ صفت کا صیغہ رفع دے۔صفت کا صیغہ اسم فاعل وغیرہ۔اوراسم فاعل کسے کہتے ہیں؟ وہ مخصوص صیغہ جو آپ نے گردانوں میں پڑھا۔

اسی طرح ایک ہے مفعول اورایک ہے اسم مفعول۔مفعول وہ ہے جس کو فعل کیا کرے؟ نصب دے۔ضَرَبْتُ زَیْدًا، یہ زَیْدًا کیا ہے؟ مفعول،اس کو ضَرَبْتُ کیا کررہا ہے؟ نصب دے رہا ہے۔اورایک ہے اسم مفعول،وہ جو گردانوں میں آپ نے پڑھا:مَضْرُوبٌ،مَفْتُوحٌ،مُکْرَمٌ،مُسْتَخْرَجٌ وغیرہ۔یہاں تک بات سمجھ میں آ گئی؟

پھر دہرائیں، فاعل کسے کہتے ہیں؟فعل یا صفت کا صیغہ رفع دے۔اور اسم فاعل کسے کہتے ہیں؟ وہ صیغہ جو آپ نے گردانوں میں پڑھا۔اور ایک ہے مفعول اور ایک ہے اسم مفعول۔مفعول کسے کہتے ہیں؟ جس کو فعل یا صفت کا صیغہ نصب دے۔اور اسم مفعول کسے کہتے ہیں؟ وہ صیغہ جو آپ نے گردانوں میں پڑھا، مَضْرُوبٌ ،مَفْتُوحٌ وغیرہ۔

اور فعل اپنے فاعل یا نائب فاعل سے مل کر جملہ بنتا ہے، اس میں بات پوری ہوتی ہے۔لیکن صفت کے صیغے اپنے فاعل یا نائب فاعل سے مل کر شبہ جملہ کہلاتے ہیں، جملہ نہیں، شبہ جملہ۔یعنی جملے جیسے ہیں، جملہ نہیں۔تو وہ شبہ جملہ کہلاتے ہیں۔اور جیسے جملے کو کسی چیز سے جوڑنے کے لیے ربط چاہیے، اسی طرح شبہ جملہ کو بھی کسی چیز سے جوڑنے کے لیے ہمیشہ ربط چاہیے۔اب ہم ترکیبیں کریں گے۔یاد رکھنا، اب جب صفت کے صیغے آئیں تو وہاں ان کے لیے بھی آپ نے فاعل یا نائب فاعل ضرور نکالنا ہے۔

اچھا کیجیے، ترکیب کیجیے بھائی۔زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا، زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا۔اعراب میں خود ذکر نہیں کر رہا، وہ اب آپ نے بتانا ہے، اس کو حل کرنا ہے۔کیجیے ترکیب بھائی۔

زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔شاباش! زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔

ضَرَبَ فعل۔ضَرَبَ فعل۔

اس کے اندر ضمیر فاعل۔ضمیر بولو، کون سی؟ ھُوَ ضمیر۔اس کے اندر ھُوَ ضمیر، ھُوَ ضمیر ہے، اسم ہے، جو اسم آجائے آپ نے ہمیں اس، ہمیں اس کا اعراب بتانا ہے بھائی۔

مرفوع محلاً فاعل۔شاباش، شاباش! ضَرَبَ، اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً فاعل۔مرفوع کیوں؟ کیونکہ فاعل ہے۔فاعل ہے۔محلاً کیوں؟ کیونکہ مبنی ہے۔کیونکہ مبنی ہے، شاباش۔جی، آگے؟

عَمْرًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔شاباش! عَمْرًا منصوب لفظاً مفعول بہ بھائی۔منصوب کیوں؟ کیونکہ مفعول بہ ہے۔مفعول بہ ہے۔لفظاً کیوں؟ کیونکہ اس کے نصب پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔شاباش! اس کے نصب پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔تلفظ کر کے دکھاؤ؟ عَمْرًا، عَمْرًا۔رفع پہ تلفظ کرو؟ عَمْرٌو۔عَمْرٌو۔جر پہ کرو؟ عَمْرٍو۔عَمْرٍو۔معلوم ہوا یہ جو عَمْرٌ لفظ ہے، کہیں بھی عبارتوں میں آجائے، اس پر تینوں طرح کے اعراب لفظی ہوں گے۔

جی، آپ نے لکھا کیسے عمرو کو بھائی؟ ع، م، ر، او ر؟ ہاں، و نہیں لکھنا۔عَمْرًا منصوب ہو تو صرف کیا لکھیں گے؟ الف۔میں نے بتلایا تھا یہ و کیوں لکھتے ہیں عمرو کے آخر میں؟ عمر سے تاکہ فرق ہو جائے۔اور عُمَرُ پر تو تنوین نہیں آتی۔عمرو پر کیا آتی ہے؟ تنوین۔تو عَمْرٌو، یہ و سے فرق ہو جائے گا۔عَمْرٍو، اس و کے ذریعے کیا ہو جائے گا؟ فرق۔تو رفعی اور جری حالت میں و

لکھنا ہے اور نصبی حالت میں صرف الف لکھنا ہے، وہ نہیں لکھنا بھائی، کیونکہ عمر کے آخر میں تنوین آتی ہے؟ نہیں۔ لہٰذا نصب کی صورت میں وہاں الف آئے گا۔ رَاَیْتُ عُمَرَ، الف آئے گا آخر میں؟ نہیں۔ لیکن رَاَیْتُ عَمْرًا، آخر میں کیا آئے گا؟ الف۔ تو یہ الف سے ہی فرق ہو جائے گا، لہٰذا اب یہاں و لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات سمجھ بھی آئی کہ نہیں آئی؟

جی، اب ایک ایک لفظ کا اعراب بتا دیا، اب سمیٹو اس کو۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ، یہ عَمْرًا، اس کو نصب کس نے دیا؟ ضَرَبَ نے۔ ضَرَبَ جیسے فاعل کو رفع دیتا ہے اسی طرح مفعول کو نصب بھی دیتا ہے، تو یہ عَمْرًا اس کے لیے مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر یہ خبر ہوئی کس کے لیے؟ مبتدا زید کے لیے۔ لیکن میں نے آپ کو ضابطہ بتلایا تھا کہ جملے کو جب بھی کسی چیز سے جوڑنا ہو، درمیان میں کیا چاہیے؟ ربط۔ آپ زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا، اس پورے جملے کو جوڑنا چاہتے ہیں کس سے؟ زید سے۔ تو درمیان میں کیا چاہیے؟ ربط چاہیے۔ اور ربط آپ نے بتایا نہیں، بغیر ربط کے یہ خبر نہیں بن سکتا۔ ربط بتائیے۔ ربط کیا؟ کہ اس ضَرَبَ کے اندر جو ھُوَ ضمیر ہے وہ کس کو لوٹ رہی ہے؟ زید کو۔ بس اتنا بتا دیں، یہ ھُوَ ضمیر کس کو لوٹ رہی ہے؟ زید کو۔ اس نے ربط دے دیا۔

اور ضمیر مرجع میں مطابقت بھی دیکھ لیا کرو۔ زید بھی مفرد مذکر، ھُوَ ضمیر بھی مفرد مذکر۔ ھُوَ ضمیر زید کو لوٹ سکتی ہے یا نہیں؟ تو یہ لوٹ سکتی ہے، تو یہ ھُوَ ضمیر نے کیا کیا؟ ربط دے دیا۔ تو جملہ فعلیہ یہ خبر ہوا کس کے لیے؟ مبتدا کے لیے۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہ ایسا جملہ اسمیہ ہے جس کی خبر کیا ہے؟ جملہ فعلیہ ہے۔

یہ ایسا جملہ اسمیہ ہے، زَیْدٌ ضَرَبَ، یہ ایسا جملہ اسمیہ ہے جس کی خبر کیا ہے؟ جملہ فعلیہ ہے۔ کبھی ایسا جملہ اسمیہ آئے گا جس کی خبر بھی جملہ اسمیہ ہوگی بھائی۔ بات سمجھ آ رہی ہے؟

اب ایک ایک لفظ کا اعراب نکال لیا، اب اس کو روانی سے پڑھو۔ شاباش! زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا۔ ترجمہ کیجیے۔ شاباش! دیکھو لفظوں کے اعتبار سے سنو ترجمہ۔ زید کہ پٹائی کی اس نے، ھُوَ ضمیر کس کو راجع ہے؟ زید۔ زید کہ پٹائی کی اس نے عَمْرًا، عمرو کی۔ زید کہ اس نے پٹائی کی عمرو کی، اور بامحاورہ ترجمہ یوں کریں گے کہ زید نے عمرو کی پٹائی کی۔ طریقہ سمجھ میں آ گیا؟

اس جملے پہ ذرا نظر رکھو۔ زَیْدٌ، انہوں نے کیا کہا؟ زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًا۔ ترجمہ کیا کیا؟ زید نے عمرو کی پٹائی کی۔ آپ کا ایک ساتھی ہے وہ آپ پر اعتراض کرتا ہے، کہتا ہے بھائی کیوں آپ نے ضَرَبَ کے اندر ضمیر کیوں نکالی؟ آپ آگے عَمْرٌو کو اس کے لیے فاعل بنا دو۔ آپ کیا کرو؟ اعتراض سمجھ میں آ رہا ہے؟ ضَرَبَ ان دو صیغوں میں سے ہے یا بارہ میں

سے ہے؟ دو میں سے، یعنی پہلے یا چوتھے میں سے، اور اس کے لیے فاعل اسم ظاہر آ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے لیے فاعل اسم ظاہر آ سکتا ہے۔ تو آگے عمرو آ رہا ہے اس میں ظاہر، تو اس کو فاعل کیوں نہیں بناتے؟ تو آپ کیا جواب دیں گے؟ عَمْرٌو کو فاعل بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ تو بنانا چاہیے یا نہیں، یہ مجھے بتائیے۔

اگر ہم عمرو کو فاعل بنائیں، دیکھو ترکیب کیسے ہوگی سنو۔ زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا، ضَرَبَ فعل، عَمْرٌو مرفوع لفظاً فاعل، توجہ ہے؟ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر اب میں اس کو کیا بنانا چاہتا ہوں؟ خبر، کس کے لیے؟ زید کے لیے۔ اور جملہ بغیر ربط کے خبر بن سکتا ہے؟ نہیں۔ اور ضَرَبَ کے اندر ھُوَ ضمیر ہم نکال سکتے ہیں؟ نہیں نکال، کیوں؟ کیونکہ فاعل یا نائب فاعل ایک آتا ہے، ایک سے زیادہ نہیں۔ جب عمرو کو آپ نے فاعل بنا دیا تو اب اس کے اندر ھُوَ ضمیر نہیں، جب ھُوَ ضمیر نہیں ہے تو اب ربط کی کوئی صورت نہیں۔ ربط ہم نہیں دے سکتے۔ لہٰذا یہ ترکیب درست نہیں۔ زید کو مبتدا بناتے ہو اور ضَرَبَ عَمْرٌو کو آپ اس کے لیے خبر بناتے ہو، بغیر ربط کے خبر بن سکتی ہے؟ نہیں، خبر نہیں بن سکتی۔ اسی لیے عَمْرٌو کو فاعل نہیں بنایا بلکہ کیا بنایا؟ مفعول۔ مفعول، اور ضَرَبَ کے اندر کیا نکالی؟ ضمیر۔ یہ ضمیر کس کی طرف لوٹ رہی ہے؟ زید کی طرف۔ اس نے ربط دے دیا۔ بات سمجھ میں آ رہی ہے؟

تو معلوم ہوا جملے کو جب بھی کسی چیز سے جوڑنا ہو، درمیان میں کیا ضروری؟ ربط ضروری ہے۔

چلیے، آگے بھائی۔ بَکْرٌ، بَکْرٌ، بَکْرٌ قَامَ، قَامَ۔ چلیے بھائی، ترکیب کیجیے۔ اعراب بولو۔ لفظاً کیا؟ ہاں، مرفوع، جو ترتیب میں نے، سب بتا رہے ہیں اس ترتیب سے چلو۔ سب سے پہلے کیا بتانا ہے؟ اعراب۔ پھر بتانا ہے لفظاً ہے یا تقدیراً یا محلاً، اس کے بعد بتانا ہے کہ یہ کیا بن رہا ہے۔ بولو۔

بَکْرٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔ مرفوع کیوں؟ مبتدا ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔ اچھا، تو بَکْرٌ مرفوع لفظاً مبتدا، شاباش۔ آگے۔ جی۔ قَامَ فعل، اعراب بولو اسی طرح۔ ہاں بھائی، آپ نے اس کا تکرار کیا تھا کل بیٹھ کر خود سارا؟ ہاں، بولو۔ پھر کرو، دوبارہ سے۔ شاباش! بَکْرٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔ مرفوع کیوں؟ مبتدا ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں، شاباش۔ آگے؟ قَامَ فعل، مرفوع محلاً فاعل۔ مرفوع کیوں؟ فاعل ہے۔ محلاً کیوں؟ مبنی ہے۔ شاباش، دیکھا؟ رفتار بڑھنی چاہیے۔ رفتار بڑھتی جائے، اس کا مطلب ہے آپ محنت کر رہے ہیں۔

علم محنت سے آتا ہے اور آہستہ آہستہ آتا ہے، ایک دم نہیں آتا۔ ایک دم آئے تو وہ ایک دم چلا بھی جاتا ہے۔ یہ سارے ضابطے میں آج آپ کو پڑھا بھی دوں گا تو دو دن بعد آپ کو ایک بھی نہیں یاد ہوگا۔ اور تھوڑا تھوڑا پڑھیں گے اور اس کو روز دہراتے رہیں، جیسے صرف میں آپ نے طریقہ سیکھ لیا کیسے چیزوں کو یاد کرتے ہیں۔ روز دہراتے جاؤ اور

آگے چلتے جاؤ۔ روز شروع سے دہراؤ اور چلتے جاؤ، آپ دیکھیں گے کبھی آپ کو وہ چیز پھر بھولتی نہیں ہے۔

اچھا جی، قَامَ فعل، اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، شاباش۔ مرفوع کیوں؟ کیونکہ فاعل ہے۔ محلاً کیوں؟ مبنی ہے، ضمیر ہے، جی۔ اب سمیٹو۔ ہاں، ایسے نہیں۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر، یا یوں کہو، جملہ فعلیہ ہوکر یہ خبر کس کے لیے؟ مبتدا کے لیے۔

ہاں بھائی، یہ خبر بن سکتی ہے مبتدا کے لیے؟ بولو۔ ربط نہیں دیا، بغیر ربط کے جملہ کسی سے نہیں جڑ سکتا۔ ربط دیا آپ نے؟ قَامَ جملہ ہے یا مفرد ہے؟ ابھی بتایا، قَامَ اپنے فاعل سے مل کر کیا ہوا؟ جملہ فعلیہ۔ تو قَامَ مفرد ہے یا جملہ ہے؟ جملہ۔ اور جملے کو کسی بھی چیز سے جوڑنا ہو، کیا چاہیے؟ ربط چاہیے۔ ربط نہیں دیں گے تو نہیں جڑے گا۔ تو ربط دیں۔ ربط بتائیں۔ کس سوچ میں ڈوب گئے؟ ربط، ربط۔ ہاں بھائی، ربط بتایئے۔ ھُوَ ضمیر کو بس اتنا کہہ دو، یہ جو ھُوَ ضمیر ہے کس کو لوٹ رہی ہے؟ مبتدا کی طرف۔ تو قَامَ کے اندر ایک ضمیر ہے جو لوٹ رہی ہے بکر کی طرف جو مبتدا ہے، اس ضمیر نے ربط دے دیا جملے کا کس کے ساتھ؟ مبتدا کے ساتھ۔ تو فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر مل کر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ روانی سے پڑھو۔ بَکْرٌ قَامَ۔ ترجمہ کیجیے۔ بَکْرٌ کھڑا ہوا، شاباش۔ طریقہ سمجھ میں آرہا ہے؟ ترکیب مشکل ہے؟ بالکل نہیں مشکل، بس یہ ضابطے آپ اس کو ذرا دہرالیں خوب اچھی طرح اور چلتے جائیں۔

اچھا جی، اگلا جملہ لکھیے۔ طَعَامَ، ط کے ساتھ ہے، ط، ع، ا، م۔ ط، ع، ا بھائی، ط، ظ بھائی، طَعَامَ۔ طَعَامَ اَکَلَ، اَکَلَ، الف ہے، ک چھوٹا اور ل۔ یعنی ہمزہ، ک اور ل۔ خَالِدٌ۔ طَعَامَ اَکَلَ خَالِدٌ۔ چلیے بھائی، ترکیب کیجیے۔

طعام کھانے کو کہتے ہیں۔ جو کھانا کھاتے ہیں آپ اس کو کیا کہتے ہیں؟ طعام۔ اَکَلَ کا معنی ہے کھانا، یہ وہ فعل ہے۔ طَعَامَ، شاباش۔ طعام پہ وقف نہ کرو نا، اس پہ مرفوع بھی، لفظاً بھی کہہ رہے ہیں تو پڑھ کے بھی دکھاؤ۔ پھر پورا پڑھو۔ طَعَامٌ مرفوع لفظاً مبتدا، طَعَامٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔ مرفوع کیوں؟ مبتدا ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔ کر کے دکھاؤ۔ طَعَامٌ، نصب پر؟ طَعَامًا، جر پر؟ طَعَامٍ، شاباش۔ آگے۔ اَکَلَ فعل بافاعل، ہاں شاباش، میں نے بتایا تھا جب فعل کے اندر یا ساتھ جڑی ہوئی ضمیر ہو تو آپ نے کیسے بولنا ہے؟ فعل بافاعل۔ تو اَکَلَ فعل بافاعل، اس کے اندر، ہاں، اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً فاعل۔ مرفوع کیوں؟ فاعل ہے۔ محلاً کیوں؟ مبنی ہے، ضمیر ہے، شاباش، جی۔ شاباش، خَالِدًا اعراب بولو۔ شاباش، خَالِدًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔ منصوب کیوں؟ مفعول بہ ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے نصب پر ہم کیا کر رہے ہیں؟ تلفظ کر رہے ہیں، خَالِدًا۔ جی۔ اب جوڑیے، سمیٹیے۔

اَکَلَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر یہ خبر ہوا کس کے لیے؟ طعام مبتدا کے لیے، طَعَامٌ آپ

نے پڑھا تھا، اسی طرح پڑھیں، طَعَامٌ کے لیے یہ کیا ہوا؟ خبر۔ آپ بتائیے بھائی، یہ خبر بن سکتا ہے مبتدا کے لیے؟ کیوں نہیں بن سکتا؟ ربط نہیں دیا، شاباش۔ ربط نہیں دیا، ہاں ربط صرف بتادو۔ اَکَلَ کے اندر ھُوَ ضمیر جو کس کو لوٹ رہی ہے؟ طعام۔ معلوم ہوا ھُوَ سے کون مراد ہے؟ طعام۔ جی شاباش، تو یہ عائد بھی بتادیا، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر یہ خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ، روانی سے پڑھو۔ طَعَامٌ اَکَلَ خَالِدًا، ترجمہ کیجیے۔ خالد نے کھانا کھایا، کھانا کھانے والا کون؟ توجہ ہے، کھانا کھانے والا کون؟ خالد، اور کس کو کھایا؟ کھانے کو۔ لیکن آپ نے تو اَکَلَ کی ضمیر کس کو لوٹائی؟ طعام کو، معلوم ہوا کھانے والا کون ہے؟ طعام کھانے والا ہے، اور کس کو اس نے کھایا ہے؟ خالد کو کھایا ہے، خالد مفعول ہے بھائی۔ طعام نے کھالیا کس کو؟ خالد کو۔

دیکھا، میں آپ کو کہتا ہوں آپ نے کچھ معنی پہ بھی غور کرنا ہے۔ معنی سے ہی آپ کو سمجھ میں آجائے گا فعل کرنے والا کون ہے، واقع کس پر ہورہا ہے۔ کیا خرابی آئی؟ کس کو فاعل بنانا چاہیے؟ فاعل کس کو بنانا چاہیے؟ خالد کو، وہ ہے کھانے والا، اور مفعول کس کو بنانا چاہیے؟ طعام کو مفعول بنانا چاہیے، توجہ ہے؟ لہٰذا یہ طعام کو مبتدا نہ بناؤ، اس کو کیا بنادو؟ مفعول بہ بنادو۔ مفعول، اور میں نے آپ کو بتلایا تھا فاعل یا نائب فاعل فعل پر مقدم نہیں ہوسکتا، البتہ مفعول مقدم ہوسکتا ہے۔ مفعول فعل پر مقدم ہوسکتا ہے، توجہ ہے؟ تو اس کو مفعول بناؤ بھائی۔ اگر آپ اس کو مبتدا بناؤ گے، فاعل بناؤ گے تو پھر تو معنی غلط ہوجائے گا بھائی۔ اب پھر کرو ترکیب بھائی، شاباش۔

شاباش! طَعَامًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔ آگے۔ اَکَلَ فعل، جی آگے۔ شاباش، خَالِدٌ مرفوع لفظاً فاعل، اب سمیٹو۔ ہاں شاباش، اَکَلَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، روانی سے پڑھو۔ طَعَامًا اَکَلَ خَالِدٌ۔ بات سمجھ میں آگئی۔

ہاں، طعام ویسے مؤخر ہی ہوتا ہے، ویسے ہی میں نے مقدم کردیا تاکہ ذرا آپ کا ذہن بیدار ہوجائے بھائی۔ مطلب یہ ہے آپ نے معنی میں غور کرنا ہے۔ طعام ہی کھایا خالد نے، طعام ہی کھایا، مفعول مؤخر ہوتا ہے، اس کو میں نے مقدم کردیا، یہ حصر کا فائدہ دے گا۔ کیا معنی؟ طعام ہی کھایا خالد نے، کوئی اور چیز نہیں کھائی بھائی۔

اور آپ یہ نہ کہیں اب کوئی ضمیر چاہیے، نہیں بھائی۔ ہم اَکَلَ خَالِدٌ کو کسی کے لیے خبر بنا رہے ہیں؟ جملے کو خبر بناؤ تو کیا چاہیے؟ ربط۔ جملے کو صفت بناؤ تو کیا چاہیے؟ ربط۔ جملے کو حال بناؤ تو کیا چاہیے؟ ربط۔ اور جملے کو صلہ بناؤ تو کیا چاہیے؟ ربط۔ یہاں تو ہم نے جملے کو کچھ بھی نہیں بنایا، فعل کو کچھ بھی نہیں بنایا، یہ فعل ہے، اس کے آگے فاعل ہے، مفعول اس پر مقدم ہے، تو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا: طَعَامًا اَکَلَ خَالِدٌ، کھانا ہی کھایا خالد نے، کھانا ہی

کھایا۔ جیسے قرآن میں ہے: اِیَّا کَ نَعْبُدُ ،اِیَّا کَ نَعْبُدُ ۔اصل میں تو مفعول مؤخر ہوتا ہے: نَعْبُدُ کَ ۔نَعْبُدُ فعل، اس کے اندر نَحْنُ ضمیر فاعل، نَحْنُ ضمیر مرفوع محلاً فاعل، اور آگے کَ ضمیر منصوب محلاً مفعول بہ۔ پھر اس کَ ضمیر مفعول کو کیا کر دیا گیا؟ مقدم کر دیا گیا، تو وہ کَ بھی ضمیر ہے، اِیَّا کَ بھی ضمیر ہے۔ کَ ہے ضمیر متصل، اِیَّا کَ ہے ضمیر منفصل۔ جب لفظ پر مقدم ہو گئی اب تو متصل ہم نہیں لا سکتے تو کون سی لانا پڑے گی؟ منفصل ضمیر لے آئے، وہ بھی منصوب ضمیر، یہ بھی کون سی ضمیر؟ منصوب ضمیر ہے۔ تو اسی لیے وہاں بھی حصر ہے: اِیَّا کَ نَعْبُدُ ، اے اللہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یہاں بھی اسی طرح: طَعَامًا اَکَلَ خَالِدٌ ، کھانا ہی کھایا خالد نے۔

اگلا جملہ لکھیے بھائی۔ جی، لکھیے بھائی۔ عَمْرٌ و، عَمْرٌ وضَرَ بَ زَیْدٌ ، عَمْرٌ وضَرَ بَ زَیْدٌ ۔ چلو بھائی، ترکیب کرو بھائی۔

شاباش! عَمْرٌ و مرفوع لفظاً مبتدا۔ مرفوع کیوں؟ مبتدا ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں، کر کے دکھاؤ۔ عَمْرٌ و، شاباش، آگے۔ ضَرَ بَ فعل وفاعل، شاباش۔ اس کے اندر کون سی ضمیر؟ ھُوَ ضمیر۔ اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل، شاباش۔ مرفوع کیوں؟ فاعل ہے اور فاعل کیا ہوتا ہے؟ مرفوع۔ محلاً کیوں؟ مبنی ہے، شاباش۔ اعراب بولو۔ شاباش، زَیْدً ا منصوب لفظاً مفعول بہ۔ منصوب کیوں؟ مفعول بہ ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے، اس کے نصب پر ہم کیا کر رہے ہیں؟ تلفظ کر رہے ہیں، کر کے دکھاؤ۔ زَیْدً ا، شاباش۔ جی اب سمیٹو بھائی، جمع کرو، جوڑ و ان کو۔ بس صرف یوں کہو، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر، جو لوٹ رہی ہے کس کی طرف؟ مبتدا کی طرف، شاباش۔ یہ انہوں نے ربط بھی بتا دیا، ربط بھی دے دیا۔ جی، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا، روانی سے پڑھ دو پورے جملے کو۔ شاباش، عَمْرٌ وضَرَ بَ زَیْدً ا، ترجمہ کیجیے۔

یوں ہوگا ترجمہ: عمرو، ہاں، ضَرَ بَ کے اندر ھُوَ ضمیر ہے، وہ ہے فاعل، اس نے پٹائی کی ہے، اور وہ کس کو لوٹ رہی ہے؟ عمرو کو۔ معلوم ہوا پٹائی کرنے والا کون ہے؟ عمرو ہے بھائی۔ تو عَمْرٌ وضَرَ بَ زَیْدً ا، عمرو نے زید کی پٹائی کی، یا لفظی ترجمہ کرنا آپ چاہتے ہیں تو یوں ترجمہ کریں، عمرو اور ضَرَ بَ کے درمیان " کہ " کا لفظ لے آئیں: عمرو کہ پٹائی کی اس نے زَیْدً ا، کس کی؟ عمرو، ضَرَ بَ کا کیا ترجمہ؟ پٹائی کی اس نے۔ پٹائی کی اس نے۔ عمرو کہ پٹائی کی اس نے زَیْدً ا، کس کی؟ زید کی، شاباش بھائی۔ طریقہ سمجھ میں آ گیا؟

یہاں ایک اور قیمتی بات یاد رکھنا۔ یاد رکھو ضمیریں تین قسم کی ہیں۔ ضمیریں تین قسم کی ہیں: ایک متکلم کی ضمیر ہوتی ہے، ایک مخاطب کی اور ایک غائب کی۔ تین قسم کی ضمیریں ہیں: متکلم کی ضمیریں اور مخاطب کی ضمیریں اور غائب کی ضمیریں، توجہ ہے؟

یاد رکھنا، مرجع جو ہوتا ہے صرف غائب کی ضمیر کا ہوتا ہے۔ متکلم اور مخاطب کی ضمیر کا مرجع نہیں ہوتا کیونکہ متکلم تو خود بات کر رہا ہے، مخاطب اس کے سامنے موجود ہیں۔ اب مثلاً آپ بیٹھے ہوئے ہیں، میں اَنَا، اَنَا کے ساتھ بات کر رہا ہوں: اَنَا حَاضِرٌ، اَنَا جَالِسٌ، آپ کو کوئی شک پڑ رہا ہے کہ یہ اَنَا سے کون مراد ہے؟ نہیں۔ میں اب مثلاً اردو میں کہتا ہوں: میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ اس "میں" سے آپ کو کوئی شبہ پڑا اس سے کون مراد ہے؟ نہیں، اتنا پتہ لگ گیا یہ جو بات کر رہا ہے اس کی اپنی ذات مراد ہے۔ تو متکلم میں کبھی شبہ نہیں ہوتا، وہ سامنے ہوتا ہے۔ مخاطب، جو اس کے سامنے جس سے وہ بات کر رہا ہے۔ تو میں آپ سے کہتا ہوں: اَنْتُمْ طَلَبَۃٌ، آپ لوگ طلبہ ہو۔ جی، یہ اَنْتُمْ میں کوئی شبہ پڑا آپ کو اس سے کون مراد ہے؟ نہیں، آپ کو پتہ ہے کہ یہ ہم مخاطب ہیں، ہم سے بات کی جا رہی ہے۔ تو متکلم اور مخاطب ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں، وہاں اَنَا یا نَحْنُ کہا جائے یا اَنْتَ یا اَنْتُمْ کہا جائے، اس سے کوئی، اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب غائب کی ضمیر لائی جائے، مثلاً میں کہتا ہوں: ھُوَ رَجُلٌ عَالِمٌ، وہ عالم آدمی ہے۔

تو اب اشتباہ ہوتا ہے کہ بھئی ھُوَ سے کون مراد ہے، پتہ تو چلے۔ کیونکہ ھُوَ ہوسکتا ہے مراد زید ہو، ہوسکتا ہے کون مراد ہو؟ عمرو ہو، ہوسکتا ہے خالد ہو، ہوسکتا ہے بکر ہو۔ تو ھُوَ ضمیر تو کسی بھی چیز کی طرف لوٹ سکتی ہے تو اس کے لیے مرجع چاہیے۔

تو مرجع صرف کون سی ضمیر کا ہوتا ہے؟ غائب کی، چاہے مذکر ہو، چاہے مؤنث ہو، چاہے تثنیہ ہو، چاہے جمع ہو۔ تو مرجع صرف کس کا تلاش کیا جاتا ہے؟ غائب کی ضمیر کا، اور متکلم اور مخاطب کی ضمیروں کا مرجع تلاش نہیں کیا جاتا۔ متکلم اور مخاطب ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ جو بات کر رہا ہوتا ہے وہ ہے متکلم، اور دوسرا کیا ہے؟ مخاطب۔ میں اس وقت بول رہا ہوں، میں کیا ہوں؟ متکلم، اور آپ کیا ہیں؟ مخاطب۔ لیکن اگر آپ سوال کرتے ہیں درمیان میں تو آپ بول رہے ہیں تو آپ کیا بن گئے؟ متکلم، اور باقی کیا بن گئے؟ مخاطب بن گئے۔

بات سمجھ میں آ گئی؟ تو مرجع صرف کس ضمیر کا ہوتا ہے؟ غائب کی ضمیر کا۔ متکلم اور مخاطب کی ضمیر کا مرجع نہیں ہوتا، لہٰذا کبھی بھی عبارت میں متکلم یا مخاطب کی ضمیر آئے اور کوئی آپ کو پریشان کرنے کے لیے پوچھ لے بھئی کہ اس اَنَا کا مرجع بتاؤ یا اس اَنْتَ یا اَنْتُمَا کا مرجع بتاؤ اور آپ سوچ میں ڈوب جائیں، وہ سمجھ جائے گا اس کو نحو کا ذرہ بھی پتہ نہیں ہے بھئی، ویسے ہی کچھ چیزیں رٹ لی ہیں۔

کیوں؟ کیونکہ مرجع صرف کس کا ہوتا ہے؟ غائب کی ضمیر کا۔ اگر وہ پوچھے یہ اَنْتَ کا مرجع بتاؤ، کہیں بھئی اَنْتَ تو مخاطب ہے جس سے بات کی جا رہی ہے، اس کا کیا مرجع تلاش کرنا ہے! اور اَنَا تو متکلم ہے جو بات کر رہا ہے، اس کا کیا مرجع تلاش کرنا ہے! بات سمجھ میں آ گئی؟ تو یہ متکلم بات کرنے والا ہوتا ہے اور مخاطب جس سے بات کی جائے۔ مرجع

صرف غائب کی ضمیر کو دیکھا جاتا ہے کہ یہ کس کو لوٹ رہی ہے۔بات سمجھ میں آ گئی۔

آ گے لکھیے بھئی۔زَیْدٌ قَائِمٌ ،زَیْدٌ قَائِمٌ۔چلیے بھئی، ترکیب کیجیے۔توجہ سے بھئی، آپ لوگوں نے اب غلطیاں نکالنی ہیں۔

زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔شاباش! زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا، جی۔قَائِمٌ مرفوع لفظاً خبر۔شاباش! قَائِمٌ مرفوع لفظاً خبر۔ مرفوع کیوں؟ کیونکہ خبر ہے۔خبر ہے۔لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔کر کے دکھاؤ۔قَائِمٌ۔قَائِمٌ، نصب پر؟ قَائِمًا۔قَائِمًا، جر پر؟ قَائِمٍ۔قَائِمٍ، شاباش۔

بھئی انہوں نے قَائِمٌ کو براہِ راست خبر بنا دیا۔زَیْدٌ مبتدا، قَائِمٌ اس کی خبر۔اگر اس کے بجائے ہوتا: زَیْدٌ قَامَ، تو پھر کیسے ترکیب ہوتی؟ زَیْدٌ مبتدا، قَامَ فعل، اور آگے؟ ھُوَ ضمیر۔پھر آپ ھُوَ ضمیر نکالتے، اور قَائِمٌ میں آپ ھُوَ ضمیر نہیں نکال رہے، یہ عام رائج غلطی ہے ہمارے ہاں۔

میں نے ابھی آپ کو بتایا، جیسے فعل کے لیے فاعل یا نائب فاعل چاہیے، صفت کے صیغوں کے لیے بھی ہمیشہ کیا چاہیے؟ فاعل یا نائب فاعل۔تو لہٰذا یوں کہیں گے: قَائِمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسمِ فاعل۔صیغہ اسمِ فاعل، اور اسمِ فاعل کے لیے ہمیشہ کیا چاہیے؟ فاعل۔اسمِ مفعول کے لیے ہمیشہ کیا چاہیے؟ نائب فاعل۔صفتِ مشبہ کے لیے کیا چاہیے؟ فاعل۔ صفتِ مشبہ کے لیے کیا چاہیے؟ فاعل۔اور اسمِ تفضیل کے لیے بھی کیا چاہیے؟ فاعل۔پھر دہراؤ، اسمِ فاعل کے لیے ہمیشہ کیا چاہیے؟ فاعل۔اسمِ مفعول کے لیے؟ نائب فاعل۔صفتِ مشبہ کے لیے؟ فاعل۔اسمِ تفضیل کے لیے؟ فاعل چاہیے۔

تو اسمِ فاعل کے لیے بھی فاعل چاہیے، اسمِ مفعول کے لیے بھی نائب فاعل چاہیے۔تو یہ کیا ہے؟ اسمِ فاعل۔اور پھر یاد رکھنا، یاد رکھنا فعل کے لیے فاعل یا نائب فاعل ضمیر بھی آ سکتی ہے اور اسمِ ظاہر بھی۔دہراؤ زبان سے، فعل کے لیے فاعل یا نائب فاعل ضمیر بھی آ سکتی ہے اور اسمِ ظاہر بھی۔ضمیر آ جائے تو اسمِ ظاہر نہیں آ سکتا، اسمِ ظاہر آ جائے تو ضمیر نہیں آ سکتی، ایک ہی آئے گا۔اسی طرح بالکل اسی طرح صفت کے صیغے بھی ہیں۔ان کے لیے بھی ہمیشہ کیا چاہیے؟ فاعل یا نائب فاعل۔ان کا فاعل یا نائب فاعل ضمیر بھی آ سکتی ہے اور اسمِ ظاہر بھی۔ضمیر آ جائے فاعل یا نائب فاعل تو اسمِ ظاہر نہیں آ سکتا، اور اس میں ظاہر آ جائے فاعل یا نائب فاعل تو پھر ان کے اندر ضمیر نہیں آ سکتی۔

اور جیسے فعل کے لیے فاعل یا نائب فاعل وہ ہمیشہ فعل کے بعد آئے گا، کبھی بھی فعل پر مقدم نہیں، مفعول تو فعل پر مقدم ہو سکتا ہے، فاعل یا نائب فاعل فعل پر مقدم نہیں، اسی طرح یہ جو صفت کے صیغے ہیں ان کا بھی فاعل یا نائب فاعل ان کے

بعد ہی آئے گا، کبھی ان پر مقدم نہیں ہوسکتا۔

نیز، میں نے بتایا تھا، اسمِ ظاہر جب بھی فعل کے لیے فاعل بنے گا یا نائب فاعل، فعل ہمیشہ کون سا صیغہ ہونا چاہیے؟ پہلا یا چوتھا۔ پہلا صیغہ بھی مفرد کا، چوتھا صیغہ بھی مفرد کا۔ اس سے ایک اور قیمتی بات آپ کو پتہ چل گئی کہ فعل کا فاعل یا نائب فاعل جب بھی اسمِ ظاہر ہو، فعل ہمیشہ پہلا یا چوتھا صیغہ، یعنی مفرد رہے گا۔ فعل کا فاعل یا نائب فاعل جب بھی اسمِ ظاہر ہو، فعل کو ہمیشہ کیا رکھتے ہیں؟ مفرد رکھتے ہیں۔ ضَرَبَ زَیْدٌ، ضَرَبَ الزَّیْدَانِ، ضَرَبَ الزَّیْدُونَ۔ دیکھا، ضَرَبَ مفرد ہی رہے گا۔ ضَرَبَتْ ہِنْدٌ، ضَرَبَتْ الْہِنْدَانِ، ضَرَبَتْ الْہِنْدَاتُ۔ دیکھا، آگے چاہے مفرد ہو، تثنیہ ہو، جمع ہو، اس کو نہیں دیکھنا۔ آپ نے صرف یہ دیکھنا ہے کہ یہ اسمِ ظاہر ہے یا نہیں؟ مفرد ہو تو وہ بھی کیا ہے؟ اسمِ ظاہر، تثنیہ ہو تو بھی کیا ہے؟ اسمِ ظاہر، جمع ہو تو بھی کیا ہے؟ اسمِ ظاہر۔ اور جب اسمِ ظاہر فاعل یا نائب فاعل ہو، فعل کو ہمیشہ کیا رکھتے ہیں؟ مفرد رکھتے ہیں۔

اسی طرح صفت کے صیغے بھی ہیں۔ ان کا فاعل یا نائب فاعل ضمیر بھی آسکتی ہے اور اسمِ ظاہر بھی۔ لیکن اسمِ ظاہر آجائے آگے، پھر چاہے وہ مفرد ہو، چاہے تثنیہ ہو، جمع ہو، یہ آپ نے نہیں دیکھنا۔ آپ نے صفت کے صیغے کو مفرد رکھنا ہے۔ جب اس کا فاعل یا نائب فاعل کیا آجائے؟ اسمِ ظاہر آجائے۔ آگے مشق ہوجائے گی، ہم مثالیں کرلیں گے، کوئی مشکل نہیں ہے۔ بس ذہن میں چیزیں بٹھاتے جائیں اور ان کا روزانہ ذرا تکرار کریں۔ جتنا تکرار کروگے، یہ نہ سوچو کہ آپ کو آگئیں چار باتیں ہیں، چھ باتیں ہیں، پورے گھنٹے میں تو ہم چند باتیں ہی کرتے ہیں۔ یہ نہ سوچیں آپ کو یہ آگئی ہیں بس کافی ہیں، نہیں۔ زبان سے اس کو دہراؤ بار بار، بار بار دہراؤ۔ بات سمجھ میں آگئی؟ بار بار دہراؤ۔

جتنی دفعہ دہراسکو کم ہے۔ دہرانے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح آپ کے ذہن میں جم جائیں جیسے قُلْ ھُوَ اللہُ۔ آپ نیند سے بھی اٹھیں نا اور کوئی کہے قُلْ ھُوَ اللہُ سناؤ، آپ فوراً سنادیں گے۔ کوئی پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ وہ آپ کے ذہن میں جم چکی ہے۔ اسی طرح یہ ضابطے ایسے ہوں کہ ہر وقت آپ کے ذہن میں جم جائیں، ہر وقت آپ کے ذہن میں ہوں اور کہیں پر کوئی عبارت پڑھنے لگے ایسی غلطی کرے آپ فوراً کہیں بھئی یہ نہیں ہوسکتا جو آپ پڑھ رہے ہیں۔ تو فوراً آپ غلطی کی نشاندہی کریں بھئی۔

اب کیجیے ترکیب: زَیْدٌ قَائِمٌ۔ جی، زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا، قَائِمٌ، اعراب بولو، قَائِمٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسمِ فاعل، جی۔ اس کے اندر ھُوَ ضمیر، اعراب بولو، جو بھی اسم آیا آپ نے اس کا اعراب بتانا ہے، اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل۔ اور یہ ضمیر کس کو لوٹ رہی ہے؟ زید۔ دیکھا، جب بھی غائب کی ضمیر آئے فوراً اس کا مرجع دیکھا کرو۔ جب آپ

مرجع تلاش کرلیں گے پھر جیسے ہی مرجع ڈھونڈیں گے عائدتو آ گیا، ربط تو آ گیا۔پھر آپ کی ترکیب میں غلطی نہیں ہوگی۔جیسے ہی غائب کی ضمیر آئے آپ نے فوراً کیا تلاش کرنا ہے؟ مرجع تلاش کرنا ہے۔

اچھا تو قَائِمٌ اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو کس کو راجع ؟ زید کو۔ضمیر مرجع میں مطابقت بھی دیکھنی ہے۔ زید کیا ہے؟ مفرد مذکر، ھُوَ ضمیر بھی کیا ہے؟ مفرد مذکر، شاباش۔اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر، ہاں نہیں، فعل اپنے فاعل یا نائب فاعل سے مل کر جملہ بنتا ہے، اور یہ صفت کے صیغے شبہ جملہ بنتے ہیں۔

ضَرَبَ، بات پوری ہے یا نہیں؟ ضَرَبَ کے اندر ھُوَ ہے نا، پٹائی کی اس نے۔ضَرَبَ بات پوری ہے، لیکن قَائِمٌ یہ بات پوری نہیں ہے، مفرد ہے۔فعل جو ہوتا ہے وہ اپنے فاعل یا نائب فاعل سے مل کر جملہ بنتا ہے اور یہ صفت کا صیغہ مفرد ہی رہتا ہے۔مفرد ہی، اچھا۔تو یہ اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر، اسمِ فاعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔روانی سے پڑھ دو۔زَیْدٌ قَائِمٌ، شاباش۔ترجمہ کرو۔زید کھڑا ہے۔زید کھڑا ہے، بات پوری ہے۔

دیکھو، زید آیا، زید بھی مرفوع تھا۔قَائِمٌ آیا، وہ بھی مرفوع تھا۔ھُوَ ضمیر آئی، وہ بھی مرفوع۔لیکن ہر ایک کی وجہ آپ الگ الگ بیان کررہے ہیں۔میں نے کہا زید کیوں مرفوع؟ آپ نے کہا مبتدا ہے۔میں نے کہا قَائِمٌ کیوں مرفوع؟ آپ نے کہا خبر ہے۔میں نے کہا ھُوَ کیوں مرفوع؟ آپ نے کہا یہ فاعل ہے بھائی۔طریقہ سمجھ میں آرہا ہے بھائی؟

اگلا جملہ لکھیے۔زَیْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا، زَیْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا۔چلیے بھئی، ترکیب کیجیے۔

زَیْدٌ، جی، مرفوع لفظاً مبتدا، شاباش۔زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔مرفوع کیوں؟ مبتدا ہے۔لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کررہے ہیں۔کر کے دکھاؤ۔زَیْدٌ۔آگے؟ ضَارِبٌ۔دیکھو یہ میں بار بار تکرار کروا رہا ہوں، دیکھو یہ یہ نہیں کہ اب آپ کو آتا ہوگا، کئی چیزیں آپ کو یاد ہوگئی ہیں، لیکن بار بار، بار بار اتنی جم جائیں کہ دس سال بعد بھی کوئی پوچھے آپ کے ذہن میں اسی طرح تازہ ہوں جس طرح آپ نے آج ہی پڑھی ہیں۔

زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا۔آگے؟ ضَارِبٌ مرفوع، مرفوع لفظاً صیغہ اسمِ فاعل۔شاباش! ضَارِبٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسمِ فاعل، جی۔اس کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً، مرفوع محلاً اس کا فاعل، جو لوٹ رہی ہے زید کی طرف۔شاباش! ضَارِبٌ کے اندر ھُوَ ضمیر مرفوع محلاً اس کا فاعل جو لوٹ رہی ہے کس کو؟ زید مبتدا کو۔دیکھو، انہوں نے ربط بھی دے دیا، آگے؟ عَمْرًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔شاباش! عَمْرًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔منصوب کیوں؟ مفعول بہ ہے۔

ہاں بھائی، یہ عَمْرًا کو نصب کس نے دیا؟ ضَارِبٌ نے۔کس نے نصب دیا؟ ضَارِبٌ نے، شاباش۔دیکھا، جو جو عمل فعل

کرتا ہے،صفت کے صیغے بھی اسی طرح عمل کرتے ہیں۔فعل فاعل کو کیا کرتا ہے؟ رفع دیتا ہے،تو صفت کا صیغہ بھی کیا کرے گا؟ فاعل کو رفع۔فعل مفعول کو نصب دیتا ہے،تو صفت کا صیغہ بھی کیا کرے گا؟ مفعول کو نصب دے گا۔تو یہاں عَمْرًا منصوب لفظاً یہ مفعول ہے اور اس کو نصب کس نے دیا؟ ضَارِبٌ نے،جی۔سمیٹیے بھائی۔

صیغہ اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ،مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر،مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔روانی سے پڑھو۔زَیْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا،شاباش۔زَیْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا،ترجمہ کرو۔زید نے مارا عمرو کو۔زید نے مارا عمرو کو،جی۔ترجمہ ٹھیک کر رہے ہیں؟ کیا ترجمہ ہوگا؟ زید مارنے والا،ہاں شاباش،دیکھا طلبہ عموماً یوں ترجمہ کرتے ہیں،اسمِ فاعل کا ترجمہ اسمِ فاعل کے مطابق کرتے ہیں۔زَیْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا،زید پٹائی کرنے والا ہے عمرو کی۔زید پٹائی کرنے والا ہے عمرو کی۔نہیں بھائی،یہ مناسب ترجمہ نہیں ہے،مناسب ترجمہ نہیں ہے۔کبھی کبھی ایسا بھی ترجمہ موقع کے مطابق دیکھا جائے گا پھر ترجمہ ہوگا۔زَیْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا،ترجمہ ہوگا: زید پٹائی کر رہا ہے عمرو کی۔

موقع کو دیکھا جائے گا،اگر ابھی پٹائی کر رہا ہے،ترجمہ کیا کریں گے؟ زید پٹائی کر رہا ہے عمرو کی۔اور اگر زید نے صرف کہا ہے،اس کا ارادہ ہے کل پٹائی کرے گا،تو کیا ترجمہ کریں گے؟ زید پٹائی کرے گا عمرو کی۔اور اگر زید نے کل پٹائی کردی تھی ماضی کے اندر،کیا ترجمہ کریں گے؟ زید نے پٹائی کی ہے کس کی؟ عمرو کی۔تو اسمِ فاعل کا ترجمہ پٹائی کرنے والا،نہیں بھائی یہ ترجمہ نہیں۔بعض جگہیں ایسی بھی آئیں گی وہاں یہی ترجمہ آپ کو کرنا پڑے گا،لیکن عموماً عموماً،ضارب کس کو کہتے ہیں؟ جو پٹائی کر رہا ہو۔زید کو میں ضارب تبھی کہوں گا جب وہ کیا کر رہا ہو؟ پٹائی۔تو حقیقت میں ضارب وہ ہے جو اس وقت پٹائی کر رہا ہے۔اگر زید پٹائی سے رک گیا،زید نے ایک آدمی کی پٹائی کی اور رک گیا،اب وہ ضارب ہے؟ نہیں،تو ضارب وہ ہے،اسمِ فاعل یہ صفت اسی کی بنتی ہے جو اس وقت اس زمانے کے اندر کیا کر رہا ہو؟ اس فعل کو کر رہا ہو۔

ہاں،لیکن ماضی اور مستقبل والے کو بھی ضارب کہہ دیا جاتا ہے۔ایک آدمی نے کل پٹائی کی تھی،میں پھر بھی کہہ سکتا ہوں زید ضارب ہے بھائی۔کسی نے پوچھا ضارب عمرو ہے یا زید ہے؟ میں کیا کہتا ہوں؟ زید۔اس وقت زید ضارب ہے؟ نہیں،ماضی میں زید ضارب تھا تو میں ماضی کے اعتبار سے کہہ رہا ہوں کہ زید کیا ہے؟ ضارب۔تو یہ مجازاً کہہ رہا ہوں،حقیقت نہیں۔حقیقت میں ضارب وہ ہے جو اس وقت پٹائی کر رہا ہو۔ماضی میں کوئی پٹائی کر چکا وہ اس وقت ضارب نہیں ہے،لیکن ماضی کے اعتبار سے اس کو بھی کبھی ضارب کہہ دیا جاتا ہے۔ایک آدمی مستقبل میں اس کا ارادہ ہے پٹائی کرنے کا،تو مستقبل کے اعتبار سے اس کو بھی ضارب کہہ دیا جاتا ہے،لیکن یہ حقیقت نہیں،حقیقت میں ضارب

کس کو کہیں گے؟ جو اس وقت پٹائی کر رہا ہے۔ ماضی اور مستقبل کے اعتبار سے جب ضارب کسی کو کہا جائے تو وہ مجازاً کہا جاتا ہے، وہ حقیقت نہیں، حقیقت میں وہ ضارب اس وقت نہیں ہے، جب پٹائی کرے گا تب بنے گا ضارب، یا جس وقت کر رہا تھا اس وقت ضارب تھا، اب تو نہیں ہے۔ تو ماضی اور مستقبل کے اعتبار سے اسمِ فاعل جو ہے مجازاً کسی پر بولا جاتا ہے اور حال کے اعتبار سے ایک کام کو کر رہا ہو تو اس کو وہ حقیقت میں ہے۔ بات سمجھ میں آ گئی۔

چنانچہ قرآن میں اللہ فرماتے ہیں: وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ۔ لَمُوسِعُونَ، مُوسِعٌ کون سا صیغہ ہے؟ اسمِ فاعل ہے، کیا ہے؟ اسمِ فاعل ہے۔ اور اسمِ فاعل ماضی یا مستقبل کے معنی میں ہو تو کیا ہوتا ہے؟ مجاز، اور حال کے معنی میں ہو تو حقیقت۔

عجیب قرآن کے جو عجائبات ہیں ختم نہیں ہوتے بھائی۔ جوں جوں وقت آگے گزر رہا ہے، قرآن کی نئی نئی باتیں کھلتی جا رہی ہیں۔ آج آ کر سائنس اس قابل ہوئی، آج آ کر سائنسدانوں کو پتہ چلا کہ یہ جو کائنات ہے یہ پھیلتی جا رہی ہے۔ جیسے غبارے میں ہوا بھرو اور غبارہ بڑا ہوتا چلا جاتا ہے، یہ کائنات اس طرح اتنی رفتار سے پھیل رہی ہے کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ پھیلتی جا رہی ہے، اور قرآن میں اللہ کیا فرما رہے ہیں: وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ۔ اب تک مفسرین جو اس کا ترجمہ کرتے تھے وہ ماضی کے اعتبار سے کرتے تھے کہ ہم نے اس میں وسعت پیدا کی۔ ہم نے اس میں اور مجھے بتاؤ یہ حقیقی معنی ہے یا مجازی؟ ماضی کے اعتبار سے ہے، ہم نے اس میں وسعت پیدا کی، یہ مجازی معنی تھا، لیکن اب سائنس نے آ کر بتلایا کہ نہیں، ماضی میں نہیں، اس وقت بھی اس کائنات کو اللہ کیا فرما رہے ہیں؟ وسیع فرما رہے ہیں۔ تو اللہ نے وہاں لفظ بھی کیا استعمال کیا؟ اسمِ فاعل استعمال کیا کہ ہم اس میں وسعت پیدا کر رہے ہیں، یعنی فی الحال، یہ حقیقی معنی میں ہے یہاں پر مُوسِعُونَ، مجازی معنی میں نہیں ہے بھائی۔ بات سمجھ میں آ گئی؟ اس وقت بھی یہ کائنات پھیل رہی ہے، بڑھتی چلی جا رہی ہے بھائی۔

ترکیب سمجھ میں آ گئی؟ ابھی انہوں نے جو ترکیب کی: زَيْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا، تو جہ ہے؟ زَيْدٌ ضَارِبٌ عَمْرًا۔ انہوں نے ضَارِبٌ میں ضمیر نکالی اور وہ ضمیر کس کو لوٹ رہی ہے؟ زید کو، اور وہ ربط دے رہی ہے۔ اگر یہاں کوئی اعتراض کرے کہ بھائی ضَارِبٌ صیغہ اسمِ فاعل ہے اور اسمِ فاعل کے لیے ہمیشہ کیا چاہیے؟ فاعل، اور وہ فاعل ضمیر بھی ہو سکتی ہے اور اسمِ ظاہر بھی، تو ضمیر نہ نکالو، آگے عَمْرٌو آ رہا ہے، اسی کو فاعل بنا دو۔ اسی کو کیا کر دو؟ فاعل بنا دو۔ فاعل تو بن سکتا ہے کیونکہ ضَارِبٌ اسمِ فاعل ہے اور عَمْرٌو اسمِ ظاہر کیا ہے اس کے لیے؟ فاعل بن سکتا ہے۔

کیونکہ میں نے آپ کو بتایا تھا فاعل جب اسمِ ظاہر ہو فعل کو ہمیشہ کیا رکھتے ہیں؟ مفرد۔ اسی طرح فاعل جب اسمِ ظاہر

ہوصفت کے صیغے کو بھی کیا رکھیں گے؟ مفرد۔ اور ضَارِبٌ مفرد ہے یا نہیں؟ مفرد ہے تو اس کے لیے عمرو فاعل بن سکتا ہے۔ تو اگر عمرو کو فاعل بنا دیں تو پھر کیا خرابی لازم آئے گی؟ ربط نہیں آئے گا، اور بغیر ربط کے یہ خبر نہیں بن سکتی۔ تو اگر کوئی یہ ترکیب کرے: زَیْدٌ مبتدا، ضَارِبٌ صیغہ اسمِ فاعل، اور عَمْرٌو اس کے لیے فاعل، تو آپ کہیں گے بھئی پھر ربط کیسے دو گے؟ اور ربط بھی ضروری ہے۔ بات سمجھ میں آ گئی۔

اگلا جملہ لکھیے بھائی۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ، زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ، اَبُوْہُ عَمْرًا، عَمْرًا۔ چلیے بھائی، ترکیب کیجیے اب۔

زَیْدٌ، ہاں جب اعراب بتانے لگے ہیں اور اعراب بھی لفظاً آپ بتا رہے ہیں تو پھر اس لفظ پہ بھی وہی پڑھا کریں اعراب بھائی۔ شاباش! زَیْدٌ مرفوع لفظاً مبتدا، جی۔ مرفوع کیوں؟ مبتدا ہے۔ لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔ کر کے دکھاؤ۔ زَیْدٌ۔ آ گئے؟ ضَارِبٌ، شاباش، ضَارِبٌ مرفوع لفظاً صیغہ اسمِ فاعل۔ مرفوع کیوں؟ کیونکہ یہ خبر ہے مبتدا کے لیے، شاباش۔ اور لفظاً کیوں؟ اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔ کر کے دکھاؤ۔ ضَارِبٌ، نصب پر تلفظ کرو؟ ضَارِبًا، جر پر کرو؟ ضَارِبٍ۔ معلوم ہوا یہ ضَارِبٌ کا لفظ کہیں عبارتوں میں آ جائے تو اس پر اعراب لفظی آئے گا، آپ نے موقع کے مطابق رفع، نصب یا جر لفظی پڑھنا ہے۔ جی، آ گئے؟ اعراب بولو۔ شاباش، سب آپ کو آتا ہے، ذرا بھی نہیں پریشان ہونا، جی۔ شاباش! اَبُوْ مرفوع لفظاً مضاف۔ مرفوع کیوں؟ مرفوع کیوں؟ فاعل ہے، یہ ضَارِبٌ کے لیے کیا ہے؟ فاعل ہے، اور فاعل کیا ہوتا ہے؟ مرفوع۔ تو مرفوع لفظاً، لفظاً کیوں کہا آپ نے؟ رفع پر تلفظ کر رہے ہیں، کر کے دکھاؤ۔ اَبُوْہُ، تلفظ کر کے دکھاؤ: اَبُوْہُ، نصب پہ تلفظ کرو: اَبَاہُ، ضمیر ساتھ جوڑو بھائی، ضمیر ساتھ جوڑو: اَبَاہُ، جر پہ تلفظ کرو: اَبِیْہِ۔

اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الی غیر یائے متکلم، اسمائے ستہ ہوں، مکبرہ ہوں یعنی ان کی تصغیر نہ ہو، موحدہ ہوں یعنی کیا ہوں؟ مفرد ہوں، تثنیہ، جمع نہ ہوں، اور مضاف ہوں یائے متکلم کے علاوہ کی طرف۔ یاء کی طرف مضاف جو ہوتا ہے اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔ تو یاء کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف کیا ہوں؟ مضاف، اور یہ ضمیر کی طرف مضاف۔ تو اگر یہاں ہ ضمیر نہ ہوتی، تو اَبٌ، اَبًا، اَبٍ۔ و، ا، ی کے ساتھ نہیں آنا تھا اعراب اس کا۔ دیکھا؟ اسمائے ستہ، میں نے بتایا تھا یہ ساری شرطیں پوری ہوں گی تو پھر رفع آئے گا و کے ساتھ، نصب آئے گا الف کے ساتھ، جر آئے گا یا کے ساتھ۔ اگر یہ اضافت ختم کر دو، تو جَائَنِیْ اَبٌ، رَاَیْتُ اَبًا، مَرَرْتُ بِاَبٍ۔ دیکھا؟ پھر اعراب بدل جائے گا، پھر و، ا، ی نہیں آئیں گے۔

تو اسمائے ستہ ہوں، مکبرہ ہوں یعنی تصغیر نہ ہو۔ میں نے بتایا تھا یہ عام اسم جو ہو اس کو اسمِ مکبر کہتے ہیں۔ کتاب، کیا ہے

؟اسمِ مکبر ہے۔ہاں،اس کی پھر تصغیر لائی جاتی ہے،کُتَیْبٌ یعنی چھوٹی کتاب۔رَجُلٌ کیا ہے؟اسمِ مکبر،اس کی تصغیر لائی جاتی ہے،رُجَیْلٌ۔کیا معنی؟ چھوٹا آدمی۔تو یہ جو عام اسم استعمال ہوتے ہیں یہ سب مکبر ہیں اور ان کی پھر آگے کیا لائی جاتی ہے؟تصغیر۔

تو اسمائے ستہ ہوں،مکبر ہ ہوں،موحدہ ہوں یعنی تثنیہ،جمع نہ ہوں اور مضاف ہوں کس کی طرف؟ غیر یائے متکلم کی طرف۔تو یہ چار پانچ چیزیں سب پوری ہوں گی تو پھر رفع و کے ساتھ،نصب الف کے ساتھ اور جر یا کے ساتھ۔تو اَبُوْہُ،مرفوع لفظاً مضاف۔مرفوع کیوں؟ فاعل ہے۔اور لفظاً کیوں؟اس کے رفع پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔کیا ہے اس کا رفع؟ و ہے،شاباش،اور وہ ہم پڑھ رہے ہیں: اَبُوْہُ۔نصب پہ تلفظ کرو؟ اَبَاہُ۔جر پہ کرو؟ اَبِیْہِ۔تو یہ اضافت کے ساتھ آپ نے بولنا ہے۔

جی،آگے چلیے،آگے۔ہ ضمیر،اعراب بولو۔شاباش،دیکھا کتنا مشکل اعراب انہوں نے بتا دیا! ہ ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ۔مجرور کہہ رہے ہو اَبُوْہُ،میں تو اس پر پیش پڑھ رہا ہوں،یہ مرفوع ہے۔ہاں شاباش،آپ کہیں یہ مبنی ہے،یہ اس کی حرکت ہے،یہ اعراب نہیں ہے۔اس کے ماقبل و تھا تو ہم نے پیش پڑھ دی،ماقبل یا ہوتی تو ہم کیا پڑھتے؟ زیر پڑھ دیتے،لیکن وہ اعراب نہیں تھا: اَبُوْہُ،اَبَاہُ،اَبِیْہِ۔دیکھا،زیر آ گئی یا نہیں؟لیکن یہ اعراب نہیں ہے،یہ کیا ہے اس کی؟ حرکت ہے۔تو ہ ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ۔مجرور کیوں؟ مضاف الیہ ہے،شاباش۔محلاً کیوں؟مبنی ہے،شاباش۔تو مضاف الیہ،سمیٹو،مضاف اپنے،یہ فاعل ہوا کس کے لیے؟ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا کس کے لیے؟ ضَارِبٌ کے لیے۔آگے۔

عَمْرًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔شاباش! عَمْرًا منصوب لفظاً مفعول بہ۔منصوب کیوں؟ مفعول بہ ہے۔لفظاً کیوں؟ اس کے نصب پر ہم تلفظ کر رہے ہیں۔کر کے دکھاؤ؟ عَمْرًا،عَمْرًا۔جی۔اب سمیٹو،جوڑیے بھائی۔جی،جملہ نہیں،شبہ جملہ۔ضَارِبٌ صیغہ اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کے لیے خبر۔ہاں بھائی،یہ مبتدا کے لیے خبر بن سکتا ہے؟نہیں۔کیوں؟اس کے لیے ربط،دیکھا ہم نحوی تیار کر رہے ہیں،آپ کی غلطی نہیں نکلنے دیں گے بھائی۔ربط نہیں دیا آپ نے۔اَبُوْہُ کی جو ہ ضمیر ہے وہ کس کو لوٹ رہی ہے؟ زید کی طرف۔"ہُو" ضمیر نہ کہنا،اکثر طلبہ

کہتے ہیں یہ اَبُوْہُ کی "ہُو" ضمیر۔ کیوں؟ "ہُو" کیوں نہیں کہیں گے؟ "ہا" کیوں کہیں گے؟ حروف نہیں، جو کلمہ، کلمہ کس کو کہتے ہیں؟ بامعنی لفظ۔ اَبُوْہُ کے آخر میں یہ جو ہا ہے اس کا کچھ معنی ہے یا نہیں؟ تو یہ کلمہ ہے، اور جو کلمہ کتنے حروف پر مشتمل ہو؟ ایک حرف پر۔ اَبُوْہُ، یہ ہا میں زیادہ حروف ہیں یا ایک ہی ہے؟ تو اس کا نام لینا ہو تو کیسا نام لیں گے؟ وہ جو الف با تا میں اس حرف کا کیا نام ہے؟ ہا نام ہے۔ تو یہ اَبُوْہُ کی ہا ضمیر کس کو لوٹ رہی ہے؟ زید کی طرف۔ جی شاباش، ربط آ گیا۔

تو اسمِ فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ روانی سے پڑھ دو سارا۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًا، زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًا۔ ترجمہ کرو۔ توجہ سے، ترجمہ توجہ سے سمجھو اس کا۔ جی۔ زید پٹائی کر رہا ہے، آپ کے ذہن میں یہ آئے گا۔ نہیں بھائی! پٹائی کرنا کس کا معنی ہے؟ کس کا معنی ہے پٹائی کرنا؟ ضَارِبٌ کا۔ اور ضَارِبٌ کا فاعل کون ہے؟ اَبُوْہُ ہے۔ ضَارِبٌ کون ہے؟ اَبُوْہُ، اس کا باپ۔ کس کا باپ؟ زید کا باپ۔ تو پٹائی کس نے کی ہے؟ زید کے باپ نے پٹائی کی ہے، زید نے پٹائی نہیں کی۔ لہٰذا شروع سے زید کو ختم کر دو۔ ترجمہ کرو باقی کا۔ زید کا باپ پٹائی کر رہا ہے کس کی؟ عمرو کی۔ اب زید کو بھی شروع میں لے آؤ: زید کہ اس کا باپ پٹائی کر رہا ہے عمرو کی۔ ترجمہ سمجھ میں آ رہا ہے؟ زید کہ اس کا باپ پٹائی کر رہا ہے کس کی؟ عمرو کی۔

یہ اس وقت ہے جب حال ہو، اس وقت پٹائی کر رہا ہے۔ میں نے بتایا اسمِ فاعل حال کے معنی میں ہو تو حقیقت ہے، ماضی یا مستقبل کے معنی میں ہو تو مجاز ہے۔ تو ماضی اور مستقبل کے لیے بھی یہ استعمال ہو جاتا ہے۔ پھر ترجمہ کیا ہوگا اگر ماضی میں ہو؟ زید کہ اس کے باپ نے پٹائی کی تھی عمرو کی۔ اور اگر مستقبل کے حوالے سے ہے کہ اس کا ارادہ ہے تو پھر کیا ترجمہ کریں گے؟ زید کہ اس کا باپ پٹائی کرے گا عمرو کی۔ بات سمجھ میں آ رہی ہے؟

زَیْدٌ قَائِمٌ، کیا ترجمہ کرتے تھے؟ دیکھا، عام طالب علم ترجمہ کرتے ہیں: زید کھڑا ہونے والا ہے۔ نہیں نہیں، یہ غلط ترجمہ ہے۔ کھڑا ہونے والا ہے، یوں لگتا ہے ابھی کھڑا نہیں ہوا ابھی کھڑا ہوگا۔ زید کھڑا ہے، زَیْدٌ قَائِمٌ، کیا ترجمہ؟ زید کھڑا ہے، تبھی آپ کہہ رہے ہیں کہ زید قائم ہے۔ ابھی کھڑا نہیں ہوا، کھڑا ہونے والا ہے تو پھر تو قائم نہیں ہے وہ۔ بات سمجھ میں آ گئی؟ تو یہ ترجمہ آپ نے خاص خیال رکھنا ہے، اسمِ فاعل کا موقع کے مطابق آپ نے ترجمہ کرنا ہے۔

تو دیکھو، زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا، زَیْدٌ بھی مرفوع تھا، میں نے وجہ پوچھی تو آپ نے کہا مبتدا ہے۔ضَارِبٌ بھی مرفوع تھا، میں نے وجہ پوچھی تو آپ نے کہا خبر ہے۔اَبُوْهُ بھی مرفوع تھا، میں نے وجہ پوچھی تو آپ نے کیا کہا؟ یہ ضَارِبٌ کے لیے فاعل ہے۔یہ اچھی خاصی مشکل ترکیب آپ نے حل کر لی بھائی۔

ذرا تھوڑی سی اور محنت کرو، ان شاء اللہ اور رفتار آپ کی تیز ہو جائے گی۔یہاں تک بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی؟ چلیے بس بھائی، ھٰذَا اٰخِرُ الْکَلَامِ وَاللہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْکَلَامِ۔

العبد: نالائق انعام الحسن امروہی

متعلم جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ، یوپی، انڈیا

۲۳/ ربیع الاول ۱۴۴۷ھ مطابق ۲/ ستمبر ۲۰۲۶ء

بوقت ۴/ بجکر ۲۴/ منٹ بعد ظہر دوشنبہ